Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 03, October-December 2024, **PP**: 100-112
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

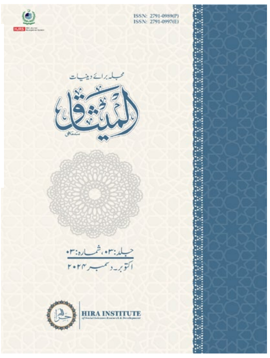

Article QR

حقوقِ نسواں: اسلام اور عصرِ حاضر کے تناظر میں

Women's Rights: In the Context of Islam and the Modern Era

1. **Dr. Muhammad Amin** m.ameencss@gmail.com	*Visiting Faculty Member, University of Layyah, Layyah.*
2. **Uzma Yaseen** bodlauzma@gmail.com	*Visiting Faculty Member, University of Layyah, Layyah.*
3. **Dr. Niaz Ahmad** niazkulya@gmail.com	*School Education Department, Punjab.*

How to Cite: Dr. Muhammad Amin, Uzma Yaseen and Dr. Niaz Ahmad. 2024: "Women's Rights: In the Context of Islam and the Modern Era". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (03): 100-112.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
05-11-2024	10-12-2024	31-12-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI · Advanced Sciences Index · CiteFactor · Asian Research Index · SCI · Google Scholar · اردو جرائد اشاریہ · تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ · ADL Asian Digital Library · EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

حقوقِ نسواں: اسلام اور عصرِ حاضر کے تناظر میں

Women's Rights: In the Context of Islam and the Modern Era

1. **Dr. Muhammad Amin**
   Visiting Faculty Member, University of Layyah, Layyah.
   m.ameencss@gmail.com

2. **Uzma Yaseen**
   Visiting Faculty Member, University of Layyah, Layyah.
   bodlauzma@gmail.com

3. **Dr. Niaz Ahmad**
   School Education Department, Punjab.
   niazkulya@gmail.com

Abstract

This article provides an analytical review of women's rights granted by Islam and their relevance in contemporary times. It delves into the comprehensive framework of rights bestowed upon women in Islamic teachings, encompassing spiritual, social, economic, and legal dimensions. From the right to education, inheritance, and independent financial dealings to the emphasis on dignity, respect, and equality, Islam offers a balanced approach to gender roles. The article critically examines how these rights align with modern human rights discourse and addresses misconceptions often associated with Islamic principles regarding women. Furthermore, it explores challenges in implementing these rights in various cultural contexts and highlights the need for a renewed understanding to uphold the true spirit of Islamic teachings in the modern era. This study aims to bridge gaps in perception and practice, advocating for a more equitable and informed approach to women's rights within and beyond Muslim societies.

Keywords: *Contemporary, Women, Islam, Human Rights, Society.*

تمہید

دعوتِ حق کا اعلان عورت کے لئے غلامی، ذلت، پستی، ظلم و ستم اور ناانصافی سے آزادی کا پروانہ تھا۔ اسلامی تعلیمات اور قوانین و ضوابط کے تحت اُن تمام غلیظ نظریات اور رسوم و بدعات کا خاتمہ کیا گیا جو عورت کے مقام و مرتبہ اور شان و شوکت کے منافی تھے۔ عورتوں کو وہ حقوق فراہم کیے گئے جن کی وہ مستحق تھیں۔ بعض مقامات پر اللہ ربّ العزت نے مرد و عورت کو یکساں اور برابر حق عطاء فرمایا اور بلا تفریقِ جنس اُن کا بارہا تذکرہ بھی فرمایا۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے باعتبار پیدائش مرد و عورت کو یکساں رتبہ دیا اور دونوں کو ایک ساتھ ذکر فرمایا۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

> يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً۔ [1]

> اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب کے معاملہ میں مرد و عورت میں کوئی تفریق نہیں بلکہ دونوں برابر ہیں اور اجر و

ثواب میں یکسانیت رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے مرد کو عورت پر کوئی فوقیت حاصل نہیں، نہ ہی عورت کو مرد پر کوئی فضلیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔[2]

جس شخص نے بھی مؤمن ہونے کی حالت میں نیک عمل کیا ہو گا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے، اور ایسے لوگوں کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر ضرور عطاء کریں گے۔

اب ہم وضاحت اور جامعیت کے ساتھ اُن حقوق کا تذکرہ کرتے ہیں جو اسلام نے عورت کو مہیا کیے۔

زندہ رہنے کا حق

اسلام نے عورت کو سب سے پہلا اور بنیادی حق زندہ رہنے کا دیا۔ اسلام سے پہلے دنیا کے دیگر خطوں کی طرح عرب میں بھی عورت کے حالات انتہائی ناگفتہ بہ تھے۔ بہت سے عرب قبائل اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید نے اس ظلم پر سخت مذمت کی اور عورت کو مکمل طور پر جینے کا حق عطاء کیا۔ یہ بھی واضح کیا کہ جو کوئی اس حق کو چھینے گا، وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے جواب دہ ہو گا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذَاالْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ[3]

اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے بدلے قتل کی گئی تھی؟

جہاں ایک طرف معصوم بچیوں پر ظلم کرنے والوں کو سخت تنبیہ دی گئی، وہیں دوسری جانب ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی جنہوں نے اپنی بیٹیوں سے حسنِ سلوک کیا اور بیٹوں کے ساتھ کوئی تفریق نہ کی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ نہ اسے زندہ دفن کرے، نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز رویہ اختیار کرے اور نہ ہی بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔[4]

پرورش کا حق

اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر بچے کا یہ حق ہے کہ اسے زندگی کی تمام ضروریات فراہم کی جائیں اور اس کی دیکھ بھال کی جائے۔ بچے کی پرورش ایک طویل اور محنت طلب عمل ہے، مگر عموماً بیٹوں کی پرورش زیادہ محبت اور توجہ سے کی جاتی ہے جبکہ بیٹیوں کو وہ درجہ نہیں دیا جاتا۔ اسلام نے اس فرق کو سخت ناپسند کیا اور بیٹیوں کی پرورش کو باعثِ اجر قرار دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص بچیوں کی پرورش کے امتحان میں مبتلا ہو اور ان کے ساتھ صبر و محبت کا معاملہ کرے، تو وہ لڑکیاں اس کے لیے جہنم سے ڈھال بن جائیں گی۔[5]

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کا مفہوم ہے کہ جس نے دو بچیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی، قیامت کے دن وہ میرے ساتھ یوں ہو گا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا۔[6] یہ احادیث اس بات

آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بھی ہے۔

روایتی اور جدید علوم و فنون سیکھنے کا حق

اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہی تعلیم و تعلم پر رکھی گئی ہے اور علم کو انسان کی شرافت اور اللہ رب العزت کی معرفت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی ابتدائی وحی اس حقیقت کو واضح کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ۔خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ۔اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ۔الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ۔عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔[7]

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھو اور تمہارا رب سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

نبوی تعلیمات میں مردوں اور عورتوں دونوں کی تعلیم و تربیت پر زور دیا گیا ہے۔ اسلامی اقدار اس بات کو کبھی قبول نہیں کرتیں کہ کسی عورت کو صرف اس کے صنف ہونے کی بنا پر تعلیم سے محروم رکھا جائے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر کسی کے پاس کوئی باندی ہو اور وہ اسے تعلیم دے، اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرے، تو اسے دو اجر عطاء کیے جائیں گے۔[8]

یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ اگر باندیوں کو تعلیم دینے پر اتنا اجر ہے، تو آزاد خواتین اور لڑکیوں کو تعلیم سے محروم کرنا کسی طور جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی تعلیم کے لیے خاص طور پر وقت مقرر کیا تاکہ وہ آپ ﷺ سے براہ راست سیکھ سکیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے کہا:

یا رسول اللہ! آپ کی تعلیمات سے تو زیادہ تر مرد فائدہ اُٹھا رہے ہیں، ہمارے لیے بھی کوئی دن مخصوص کریں تاکہ ہم آپ سے علم حاصل کر سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں دن، فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ خواتین نے آپ ﷺ سے وہ علم حاصل کیا جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا۔[9]

رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو نہ صرف دینی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی بلکہ ہر دور کے جدید علوم سیکھنے کی بھی حوصلہ افزائی کی۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم اس بچی کو وہ دعاء کیوں نہیں سکھاتی، جیسے تم نے اسے لکھنے کا ہنر سکھایا ہے؟[10]

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک

اسلام نے عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تاکید کی ہے اور واضح ہدایات دی ہیں کہ ان کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عورت پسلی کی طرح ہے، اگر تم اسے زبردستی سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کے ساتھ نرمی کرو گے تو وہ اپنی حالت پر قائم رہے گی۔ اس لیے عورتوں کے ساتھ نرمی اور اچھے رویے کا مظاہرہ کرو۔[11]

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ عورت کی تخلیق پسلی سے ہے اور اگر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ ٹوٹ سکتی ہے۔ اس لیے عورتوں کے ساتھ نرمی برتو۔[12]

یہ تمام تعلیمات اس بات کو اُجاگر کرتی ہیں کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق، اُن کی تعلیم اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کو کتنی اہمیت دی ہے۔ عورتوں کو علم کے مواقع فراہم کرنا اور اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا جنت کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

حقِ ملکیت

دنیا کی تاریخ میں کئی ایسی اقوام گزری ہیں جہاں عورت کو جائیداد میں کسی قسم کا حق حاصل نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اگر وہ اپنی محنت سے کچھ کما بھی لے، تو وہ کمائی اس کے شوہر، والد، بیٹے یا خاندان کے دیگر افراد کی ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ اسلام نے عورتوں کے تمام حقوق کی طرح ملکیت کے حق کو بھی مضبوطی سے تسلیم کیا اور اس پر کسی قسم کی غیر ضروری مداخلت کو ناجائز قرار دیا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، جس طرح مرد اپنے حلال ذرائع سے کمائے ہوئے مال پر مکمل اختیار رکھتے ہیں، اسی طرح عورت بھی اپنی کمائی پر مکمل حق رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا اکۡتَسَبُوۡا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا اکۡتَسَبۡنَ۔[13]

مردوں کے لیے اُن کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے اُن کی کمائی کا حصہ۔

عزت و وقار کا حق

انسان کے لیے عزت و وقار سب سے اہم اثاثے ہیں اور ان کی حفاظت ہر فرد کا بنیادی حق ہے۔ خواتین کی عزت پر حملے ہر زمانے میں ہوتے رہے ہیں اور معاشرتی یا جسمانی کمزوری کے باعث وہ ہمیشہ اپنی عزت کی حفاظت میں کامیاب نہیں رہیں۔ ایسے حملوں کی دو صورتیں ہیں:

- قذف یعنی کسی پاک دامن پر تہمت لگانا۔
- زنا۔

قذف، یعنی کسی عورت کی کردار کشی یا اس پر بے حیائی کا جھوٹا الزام لگانا، اسلام میں سخت گناہ اور سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ پاک دامن، ایمان والی اور بے خبر عورتوں پر تہمت لگانا ان بڑے گناہوں میں شامل ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔[14] یہی وجہ ہے کہ اسلامی قانون کے مطابق، جو شخص کسی عورت پر بدکاری کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے، اسے 80 کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور اس کی گواہی کو ہمیشہ کے لیے ناقابلِ اعتبار سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِیۡنَ جَلۡدَةً وَّلَا تَقۡبَلُوۡا لَهُمۡ شَهَادَةً اَبَدًا۔ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔[15]

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور چار گواہ پیش نہ کریں، تو انہیں 80 کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔

معلوم ہوا کہ بغیر تحقیق کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا شرع میں ایک سنگین اور قابل حد جرم ہے۔ گو کہ مردوں پر تہمت کا بھی یہی حکم ہے تاہم اسلام سے قبل معاشرہ عورتوں کے بارے میں انتہائی لاپرواہی اور غیر سنجیدہ رویہ اپناتا تھا۔ چنانچہ قرآن نے خصوصاً آیت میں مؤنث صیغوں کا استعمال کرتے ہوئے عورتوں کے حوالے سے اس جرم کی شناعت اور قباحت کو بیان فرمایا۔

رازداری کا حق

عورت کی عزت اور وقار کی حفاظت تبھی ممکن ہے جب اسے مکمل رازداری کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو۔

شریعت نے خواتین کو یہ حق دیا اور معاشرے کے افراد کو پابند کیا کہ وہ اس حق کا احترام کریں۔ قرآن مجید میں واضح ہدایت دی گئی ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتًا غَيۡرَ بُيُوۡتِكُمۡ حَتّٰى تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَ تُسَلِّمُوۡا عَلٰٓى اَهۡلِهَا۔[16]

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے اہلِ خانہ پر سلام نہ بھیج دو۔

اسلام نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر کسی گھر میں موجود افراد اجازت نہ دیں یا تمہیں واپس لوٹ جانے کا کہا جائے تو فوراً واپس ہو جاؤ، کیونکہ یہی رویہ تقویٰ اور پاکیزگی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فِيۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰى يُؤۡذَنَ لَـكُمۡ‌ۚ وَ اِنۡ قِيۡلَ لَـكُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا‌ هُوَ اَزۡكٰى لَـكُمۡ‌ؕ۔[17]

اور اگر تم کسی کو گھر میں نہ پاؤ، تو اندر نہ جاؤ جب تک اجازت نہ ملے اور اگر تمہیں واپس جانے کو کہا جائے تو واپس ہو جاؤ، یہی تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔

خود نبی کریم ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب بھی کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو باہر کھڑے ہو کر پہلے سلام کرتے تاکہ گھر والوں کو خبر ہو جائے اور وہ رسول اللہ ﷺ کو اندر آنے کی درخواست کر سکیں۔ آپ ﷺ کا یہ معمول بھی تھا کہ دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کرتے اگر اندر سے جواب آتا تو تشریف فرما ہوتے ورنہ پھر سلام کرتے، ایسا تین مرتبہ کرتے تھے۔ اگر تیسری مرتبہ میں بھی سلام کا جواب نہ آتا تو آپ ﷺ واپس چلے جاتے تھے۔ ابو داؤد میں حضرت قیس بن سعد (بن عبادہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ملنے کے لیے ہمارے گھر تشریف لائے اور (اجازت طلب کرتے ہوئے) فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! (میرے والد) سعد نے آپ کو جواب دیا مگر ہلکی آواز سے۔ قیس کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو اجازت نہیں دیں گے؟ تو انہوں نے کہا: چھوڑو، انہیں ہم پر زیادہ سے زیادہ سلام کہنے دو۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! تو سعد نے ہلکی آواز سے جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اور واپس جانے لگے۔ تو سعد پیچھے سے لپکے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور جواب بھی دے رہا تھا مگر ہلکی (اور آہستہ) آواز سے، تاکہ آپ (ہمیں) زیادہ سے زیادہ سلام کہیں (اور ہمیں آپ کی دعائیں حاصل ہوں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔[18]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: تین مرتبہ اجازت چاہنے پر اگر اندر جانے کی اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جانا چاہیے۔[19] یہ روایات اس امر پر دال ہیں کہ رازداری اور شخصی آزادی کا حق ہر ایک کو حاصل ہے اور دیگر افراد پر اس کا احترام لازم ہے۔

حرمتِ نکاح کا حق

اسلام سے پہلے مشرکین کے درمیان تمام عورتوں سے نکاح کی اجازت اور کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن اسلام نے عورتوں کے حقوق اور ان کی عزت و تکریم کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض رشتوں کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیا اور انہیں محرم رشتے قرار دیا۔ ان محرم رشتوں کی تفصیل قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 23 میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ انہیں محرماتِ نکاح کہا جاتا

ہے۔ آیت کا ترجمہ حسب ذیل ہے جس میں تمام محارم کا ذکر ہے:

> تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو ان بیویوں کے پیٹ سے ہوں جن کے ساتھ تم نے ازدواجی تعلق قائم کیا ہو۔ لیکن اگر تم نے ان سے تعلق قائم نہ کیا ہو تو ان کی بیٹیوں سے نکاح جائز ہے اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرو، البتہ جو کچھ پہلے ہو چکا وہ ہو چکا۔ بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا، مہربان ہے۔[20]

خیارِ بلوغ کا حق

اسلام سے پہلے نابالغ بچوں کے نکاح میں ان کی مرضی کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔ لیکن اسلام نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کو یہ حق دیا کہ اگر ان کے ولی نے ان کی مرضی کے بغیر ان کا نکاح کر دیا ہو، تو وہ بالغ ہونے پر اس نکاح کو مسترد کر سکتے ہیں۔ یہ حق خیارِ بلوغ کہلاتا ہے۔ یہ عورتوں کے لیے اسلام کی طرف سے ایک بڑی سہولت اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی بیٹی، جو خویلہ بنت حکیم سے تھیں، یتیم ہو گئیں۔ ان کے بھائی حضرت قدامہ بن مظعون نے ان کے وصی ہونے کی حیثیت سے ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ لیکن بعد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لڑکی کی ماں کو مال و دولت کا لالچ دیا، جس پر ماں اور بیٹی دونوں نے اس رشتے سے انکار کر دیا۔ یہ معاملہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت قدامہ نے عرض کیا:

> یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور اس نے اپنی زندگی میں مجھے اس کا ولی مقرر کیا تھا۔ میں نے اس کا نکاح اس کے پھوپھی زاد بھائی سے کر دیا اور اس میں بہتری کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن یہ لڑکی اور اس کی ماں دوسری طرف مائل ہو گئی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ یتیم لڑکی ہے، اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر جائز نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بخدا! اس لڑکی کو میری دسترس سے نکال کر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا گیا۔[21]

عائلی حقوق

معاشرے کی فلاح و بہبود میں عورت ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہے، چاہے وہ ماں ہو، بہن، بیوی یا بیٹی۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لیے عورت کا کردار اور اس کی معاونت ناگزیر ہے۔ انہی خدمات اور قربانیوں کے پیشِ نظر اسلام نے عورت کے حقوق کو ہر کردار میں الگ الگ تسلیم کیا اور مرد کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ ان حقوق کو مکمل طور پر ادا کرے۔

عورت کے حقوق بحیثیت ماں

اسلام نے ماں کے مقام کو بلند کرتے ہوئے اسے خاص امتیاز بخشا اور اس کے قدموں تلے جنت قرار دی۔ ماں کو حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق ٹھہرایا گیا۔ نبی کریم ﷺ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں آتا ہے:

> ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے دوبارہ پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے تیسری بار پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ۔[22]

عورت کے حقوق بحیثیت بیٹی

اسلام سے پہلے بیٹی کی پیدائش کو باعثِ شرمندگی اور ذلت سمجھا جاتا تھا۔ بیٹی کی پیدائش پر والدین کے چہرے پر غصہ اور مایوسی کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے اور بعض اوقات وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ قرآن مجید میں ان کے اس رویے کی مذمت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيۡمٌ۔ يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ‌-اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ۔[23]

اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے، تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصے سے بھر جاتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کا سامنا کیسے کرے اور سوچتا ہے کہ اسے ذلت کے ساتھ زندہ رکھے یا مٹی میں دفن کر دے۔ خبردار! کتنا برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بیٹی کو عزت اور محبت کا مقام دیا اور بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت کی خوشخبری دی۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ صبر کرے، انہیں کھلائے، پلائے اور پہنائے، تو قیامت کے دن وہ اس کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔[24] ایک اور روایت میں بیٹیوں کی دیکھ بھال اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی مشکلات، خوشیوں اور تکالیف میں صبر کرے، تو اللہ اسے ان بیٹیوں کے صدقے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟ فرمایا: تب بھی یہی حکم ہے۔ کسی نے پوچھا: اگر ایک ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تب بھی یہی حکم ہے۔[25]

عورت کا وراثت میں حق

اسلام نے عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی ہونے کی حیثیت میں وراثت میں بھی حصہ دار بنایا، جو قبل از اسلام ممکن نہ تھا۔ سورۃ النساء میں عورتوں کے مختلف جہات سے حصص بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ‌ۖ-لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ‌ۚ-فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ‌ۚ-وَ اِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ‌ؕ۔[26]

اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اگر صرف عورتیں ہوں، دو یا دو سے زیادہ، تو انہیں ترکے کا دو تہائی حصہ اور اگر صرف ایک عورت ہو تو اسے آدھا حصہ ملے گا۔

عورت کو بطور بہن بھی اسلام نے وراثت میں حصہ دیا اور اس کا حق مقرر کیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ‌ۚ-فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ‌ۙ-غَيۡرَ مُضَآرٍّ‌ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ-وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ۔[27]

اگر کوئی مرد یا عورت، جس کی اولاد نہ ہو، فوت ہو جائے اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہو، تو دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں، تو وہ سب ایک تہائی ترکے میں شریک ہوں گے، وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد، بشرطیکہ کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ جاننے والا اور بردبار ہے۔

عورت کے حقوق بطور بیوی

اسلام نے میاں بیوی کے تعلق کو ایک خوبصورت اور باہمی ضروری رشتہ قرار دیا ہے، جہاں دونوں کو ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کو ان الفاظ میں بیان کیا:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ- اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ-[28]

اللہ نے تم میں سے ہی تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے، اور تمہیں پاکیزہ رزق عطاء کیا۔ کیا پھر بھی تم جھوٹے معبودوں پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہو؟

قرآن نے میاں بیوی کا تعلق انتہائی خوبصورت انداز میں بیان فرمایا اور دونوں کو ایک دوسرے کے لیے مانندِ لباس قرار دیا ہے۔[29] گویا جس طرح انسان لباس سے اپنے عیوب و نقائص پر پردہ ڈالتا ہے اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے عیوب و خامیوں سے درگزر کرنے والے اور پردہ پوشی کرنے والے ہونے چاہئیں۔ نیز جس طرح لباس انسان کے جمال کا سبب بنتا ہے اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے لیے باعثِ زینت ووقار ہونے چاہئیں۔

علاوہ ازیں اسلام نے عورت کو بطور بیوی بھی حقوق عطاء کیے ہیں، جن میں شوہر کی وفات کے بعد وراثت کا حق شامل ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھا اور اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ ملتا ہے۔[30]

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین

نبی کریم ﷺ نے مردوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں کے جذبات اور خواہشات کا احترام کریں اور ان کے ساتھ محبت اور نرمی کا برتاؤ کریں۔ حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے، جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ، میری بیوی حج پر گئی ہے، اور میرا نام فلاں غزوے کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔[31] گویا تمہارا بیوی کا خیال رکھنا اور اس کے ساتھ رہنا غزوہ پر جانے سے زیادہ اہم ہے۔

عورتوں کے ازدواجی حقوق

شریعتِ مطہرہ اور اسلامی تعلیمات کے بغور مطالعہ سے عورتوں کے مندرجہ ذیل ازدواجی حقوق سامنے آتے ہیں:

نکاح کا حق

اسلام اور اسلامی تعلیمات سے پہلے عورتیں مکمل طور پر مردوں کی ماتحتی میں تھیں اور اُنہیں آزادانہ طور پر نکاح کرنے کا حق حاصل نہ تھا بلکہ مرد اُنہیں ہر لحاظ سے اپنی ملکیت تصور کرتے تھے۔ اسلام نے عورت کو نکاح کا مکمل حق دیا۔ یتیم، باندی، مطلقہ ہر قسم کی عورتوں کو شریعت کے اصول وضوابط کے مطابق حدودِ شریعہ میں رہتے ہوئے نکاح کا حق حاصل ہے۔ عورتوں کا یہ حق قرآن

میں مختلف مقامات پر بیان ہوا ہے۔ تمام کا ذکر طوالت کا باعث ہے تاہم ایک جگہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ[32]

اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو (عمرِ نکاح کے باوجود) بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے) ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ محتاج ہوں گے (تو) اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔

مہر کا حق

جس طرح کہ ہم پہلے عورت کے حقوقِ ملکیت اور جائیداد کے بارے میں تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں، عورت کے حقِ ملکیت میں مہر کا حق بھی شامل ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے مرد کو عورت کی تمام تر ضروریات کا کفیل ٹھہرایا ہے اس کے باوجود بھی مرد کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ عورت کو حق مہر ادا کرے اور اُسے دستور کے مطابق اچھی طرح سے رکھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً [33]

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیا کرو۔

مرد کو اس بات کا بھی پابند کیا گیا کہ اگر بیوی کو چھونے سے پہلے یا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دے تو بھی کچھ نہ کچھ حسبِ استطاعت ہدیہ یا تحائف دے کر رُخصت کرے گا۔ اس بارے میں واضح حکم سورۃ البقرہ میں موجود ہے۔[34]

زوجیت کا حق

قبل از اسلام زمانۂ جاہلیت میں یہ رواج عام تھا کہ شوہر اگر اپنی بیوی کو اذیت پہنچانا چاہتا تو قسم کھالیتا کہ وہ اپنی بیوی کے قریب نہیں جائے گا۔ شرعی اصطلاح میں اسے "ایلاء" کہا جاتا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں عورت معلق ہو کر رہ جاتی، یعنی نہ طلاق یافتہ ہوتی اور نہ بیوہ، اور نہ ہی وہ کسی اور سے نکاح کر سکتی۔ یہ عمل اخلاقی اور شرعی طور پر حرام اور ناجائز ہے، کیونکہ جو چیز اللہ نے حلال کی ہو، انسان اسے اپنے اوپر حرام نہیں کر سکتا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ-فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔[35]

جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھاتے ہیں، ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر وہ رجوع کر لیں تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، مہربان ہے۔

کفالت کا حق

جب کوئی مرد نکاح کے ذریعے کسی عورت کو اپنی ذمہ داری میں لے لے تو شریعت نے اس پر لازم کیا کہ وہ اپنی بیوی کے رہن سہن، خوراک، لباس اور دیگر بنیادی ضروریات کا خیال رکھے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد عورتوں کے نگران ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔[36] اسی طرح اگر بچہ دودھ پینے والا ہو تو اس کی پرورش اور دودھ پلانے کا خرچ بھی بچے کے والد پر ہوگا، جو معاشرتی معیار کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں قرآن نے واضح طور پر حکم دیا ہے کہ عورتوں کو اپنی گنجائش کے مطابق وہیں رہائش دو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے پریشان نہ کرو۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو جب تک وہ بچے کو جنم نہ دے دیں اور اگر وہ تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو ان کی

اُجرت ادا کرو اور باہمی رضامندی سے مناسب طریقے پر بات طے کرو اور اگر تم آپس میں اختلاف کرو تو کسی اور عورت سے دودھ پلوا لیا جائے۔ ہر صاحبِ وسعت اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے۔[37]

عورتوں کے حقوق کی تاکید

نبی کریم ﷺ نے اپنے آخری حج کے دوران عورتوں کے حقوق پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ذریعے ان کی عصمتوں کو حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار دو جو تکلیف دہ نہ ہو اور تم پر ان کا یہ حق ہے کہ انہیں کھانے، لباس اور دیگر ضروریات معروف طریقے سے مہیا کرو۔[38]

ایک مرتبہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے حقوق کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انہیں تاکید کی کہ جب تم خود کھانا کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم خود لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ۔ اس کے چہرے پر کبھی نہ مارو، نہ اس سے توہین آمیز گفتگو کرو اور اگر ناراضگی ہو تو علیحدگی اختیار کرنے کے لیے صرف گھر کے اندر کا راستہ اختیار کرو۔[39]

اعتماد کا حق

شوہر پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی پر اعتماد کرے۔ ضروری معاملات میں اُس سے مشاورت کرے اور اپنے راز کے واقعات اور باتیں اُس کے ساتھ کرے۔ اپنے غم و خوشی اور پریشانی کے حالات بھی اس سے بیان کرے اور بیوی کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے جذبات کی قدر کرے اُس کے راز کو امانت سمجھتے ہوئے اپنے تک محدود رکھے اور پریشانی کے اوقات میں بہترین دوست اور ساتھی کی طرح اُس کا ساتھ دے اور اچھی مشیر و معاون ثابت ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شوہر کو بیوی کا لباس اور بیوی کو شوہر کا لباس بتایا ہے، مطلب کہ دونوں ایک دوسرے کے عیبوں کو چھپانے والے اور رازوں کو پردے میں پوشیدہ رکھنے والے ہیں۔[40] مرد و عورت ایک دوسرے کی غلطیوں کا ازالہ کرنے والے ہیں۔ شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کی لغزشوں اور کمزوریوں پر پردہ ڈالے اور بیوی کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کی کوتاہیوں اور نقائص کو ظاہر نہ ہونے دے۔

حاصلِ بحث

مقالہ ہذا کا حاصل یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو وہ عزت و مقام اور مرتبہ دیا کہ جس کی وہ مستحق اور اصل حقدار تھی۔ اسلام سے قبل جن پستیوں اور ذلتوں میں وہ تھی ان سے نکال کر اُسے عزت و احترام سے نوازا۔ زِندگی کے مُختلف شعبوں اور جہتوں میں اُسے نمایاں کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کیے۔ اس کے باوجود آج عورت جن حقوق کا تذکرہ اور مطالبہ کر رہی ہے وہ دراصل اپنے حقیقی مرتبہ اور شان سے ناواقفیت اور اسلامی تعلیمات کا اِدراک نہ ہونے کی وجہ سے ہے، ورنہ حضور اقدس ﷺ نے آج سے کئی سو سال قبل عورت کو اُس کے تمام حقوق دے دیئے اور اُسے معاشرے میں زِندگی گزارنے اور رہنے کا حق عطاء کر دیا تھا۔

حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ النساء4:1۔

2 سورۃ النحل16:97۔

3 سورۃ التکویر81:8-9۔

4 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **جامع الترمذی**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب البروالصلة، باب ماجاء فی النفقة علی البنات والاخوات، رقم الحدیث:1913۔

5 مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الاحسان الی البنات، رقم الحدیث:6695۔

6 ایضاً۔

7 سورۃ العلق96:1-5۔

8 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الكِتَابَيْنِ، رقم الحدیث:3011۔

9 ایضاً، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب تعلیم النبی ﷺ الخ، رقم الحدیث:7310۔

10 ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، **السنن**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرقی، رقم الحدیث:3887۔

11 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب النکاح، باب المداراة مع النساء، رقم الحدیث:5184۔

12 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء، رقم الحدیث:3644۔

13 سورۃ النساء4:32۔

14 خطیب تبریزی، محمد بن عبد اللہ، **مشکوۃ المصابیح**، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2015ء)، رقم الحدیث:52۔

15 سورۃ النور24:4۔

16 سورۃ النور24:27-28۔

17 سورۃ النور24:28۔

18 ابو داؤد، **السنن**، کتاب الادب، باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستیذان، رقم الحدیث:5185۔

19 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب البیوع، باب الخروج فی التجارة، رقم الحدیث:2062۔

20 سورۃ النساء4:23۔

21 احمد بن حنبل، الامام، **مسند احمد**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2015ء)، رقم الحدیث:6136۔

22 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، رقم الحدیث:5971۔

23 سورۃ النحل16:57-58۔

24 ابن ماجۃ، محمد بن یزید القزوینی، **السنن**، (ریاض: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، 2015ء)، کتاب الادب، باب برالوالدوالاحسان الی البنات، رقم الحدیث:3669۔

25 احمد بن حنبل، **مسند احمد**، رقم الحدیث:8406۔

26 سورۃ النساء4:11۔

27 سورۃ النساء4:12۔

28 سورۃ النحل16:72۔

29 سورۃ البقرہ2:187۔

30 سورۃ النساء4:12۔

31 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب الحج، باب فی الاحکام والمسائل، رقم الحدیث: 3272۔

32 سورۃ النور24:32۔

33 سورۃ النساء4:4۔

34 سورۃ البقرۃ2:236۔

35 سورۃ البقرۃ2:226۔

36 سورۃ النساء4:34۔

37 سورۃ الطلاق65:6-7۔

38 ابو داؤد، **السنن**، کتاب المناسک، باب صفۃ حجۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: 1905۔

39 ابن ماجۃ، **السنن**، کتاب النکاح، باب حق المراۃ علی الزوج، رقم الحدیث: 1850۔

40 سورۃ البقرہ2:187۔